آں مرحوم کو بخشش و مغفرت کی نعمت سے نوازے اور اُن کی تربت ٹھنڈی رکھے اور اُن کے جانشین کو صحیح معنی میں ان کی طرح حرم کا امین و پاسبان بنائے۔ آمین۔

مولانا سید سلیمان ندوی طبقۂ علماء میں وسیع النظر عالم، محققین میں بلند پایہ محقق اور مصنفین میں ایک گرامی مرتبت مصنف تھے وہ جس طرح قدیم تعلیم یافتہ گروہ کے اکابر میں شمار ہوتے تھے اسی طرح تعلیم جدید کے طبقہ میں بھی اُن کو وقار و اعتبار اور مرتبہ حاصل تھا۔ ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے کے بعد مولانا شبلی جو مردم شناسی اور جوہر قابل کی قدردانی میں ایک خاص امتیاز رکھتے تھے اُن کے فیضان تعلیم و تربیت نے مولانا سید سلیمان ندوی کو اُستاذ کا جانشین بنا یا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انھوں نے جانشینی کا حق جس خوبی سے ادا کیا ہے کسی شاگرد نے کم کیا ہوگا۔ انھوں نے سیرۃ النبی کے نام سے، جیسا کہ وہ خود فرماتے تھے، درحقیقت اسلام کی ایک نہایت مستند مفصل اور مبسوط انسائیکلوپیڈیا لکھی۔ قرآن مجید کے تاریخی اور جغرافیائی مباحث پر ان کی کتاب ارض القرآن اس موضوع پر اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ عرب و ہند کے تعلقات، عربوں کی جہاز رانی اور عمر خیام پر اُنھوں نے جو داد تحقیق دی ہے وہ اُن کی نبائے علم و فضل کا تکمۂ زریں ہے مستقل بلند پایہ تصنیفات کے علاوہ مختلف تاریخی۔ مذہبی۔ ادبی اور لسانی و تنقیدی مباحث پر اُن کے قلم سے وقتاً فوقتاً جو مقالات یا چھوٹے چھوٹے رسالے نکلتے رہے ہیں وہ ان مباحث کے طلباء اور علماء کے لئے شمع راہ کا کام عرصہ تک دیتے رہیں گے۔ ان ذاتی علمی و تحقیقی کارناموں کے علاوہ آں مرحوم کا سب سے بڑا اور شاندار کارنامہ یہ ہے کہ اُنھوں نے دار المصنفین میں اپنے فیض تعلیم و تربیت سے ارباب قلم علماء کی ایک ایسی جماعت پیدا کی جس کے تصنیفی کارناموں کی بدولت اسلامی تاریخ اسلامی علوم و فنون اور اسلامی ادبیات کا ایک گرانقدر ذخیرہ بڑی خوبی اور عمدگی کے ساتھ اُردو زبان میں منتقل ہوچکا ہے اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ مولانا مرحوم نے اس حیثیت سے اُردو زبان کی خصوصاً اور اسلامی علوم و فنون کی عموماً وہ شاندار خدمات انجام دی ہیں جن پر اُردو زبان و ادب کو بجا طور پر فخر ہوسکتا ہے اور جو بہت سے ممالک اسلامیہ کے لئے لائق رشک ہے۔ مولانا کی تصنیفی زبان اُردو تھی اُنھوں نے خود جو کچھ لکھا اسی زبان میں لکھا لیکن ان کی تصنیفات و تالیفات اور اُن کے علم و فضل کی شہرت دوسرے ممالک میں بھی پہونچی اور وہ حجاز، مصر، ایران اور ترکی اور افغانستان میں بھی بڑی قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

ادھر کم و بیش پندرہ سال سے جب سے وہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دامانِ ارشاد و ہدایت سے وابستہ ہوئے تھے تصنیف و تالیف کی بجائے تصفیۂ نفس اور تذکیۂ باطن کی طرف توجہ زیادہ ہوگئی تھی اور اس میں اس درجہ غلو ہوگیا تھا کہ اعمال و وظائف باطنی کے علاوہ وہ خود اپنے عمر بھر کے کارناموں کو غیر وقیع سمجھنے لگے تھے۔ بہرحال اُن کے کارنامے علم و تحقیق کی دنیا میں اپنا ایک مستقل مقام رکھتے ہیں اور اُن کی افادیت مسلم ہے۔

مولانا مرحوم کی یہ خصوصیت بھی لائقِ ذکر ہے کہ خالص علمی اور تحقیقی کام کے ساتھ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی قومی، تعلیمی اور سیاسی تحریکات میں بھی برابر کے شریک رہے۔ جلسوں میں صدارت کرتے تھے، تقریریں کرتے تھے اور ان تمام معاملات میں عملی شرکت کرتے تھے۔ اخلاق و عادات کے لحاظ سے منکسر المزاج، خوش طبع اور بذلہ سنج تھے۔ بہت دھیمی آواز میں چھوٹے چھوٹے فقرے جو بعض اوقات صنعت ایہام کے حامل ہوتے تھے بولنے کے عادی تھے، مولانا کی وفات سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے اُس کا پُر ہونا آسان نہیں۔ اللہ تعالیٰ دین و علم کے اس مخلص خادم کو جنت الفردوس میں مقامِ جلیل عطا فرمائے۔ آمین۔

تاریخ مشائخ چشت

یہ سلسلۂ چشت کے صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کی نہایت مستند اور محققانہ تاریخ ہے۔ اُردو زبان میں صوفیہ کا یہ پہلا تذکرہ ہے جس میں اُمت کے ان پیشواؤں کے مقصدِ حیات نظام اصلاح و تربیت اور ولولۂ تبلیغِ حق پر نہایت مدلّل اور سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ صرف مقدمہ ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے جو ہر اعتبار سے تلاش و تحقیق کا شاہکار ہے کتاب ہر حیثیت سے لائق مطالعہ ہے اس کی اشاعت سے ہندوستان کے مشائخ چشت کے حالات کی تحقیق کا ایک نیا باب کُھل گیا ہے۔ صفحات ۸۱۸۔ بڑی تقطیع۔ کتابت طباعت کاغذ نہایت اعلیٰ۔

قیمت بارہ روپے (عہ) مجلد تیرہ روپے (عہ)

ملنے کا پتہ } مکتبہ برہان۔ اُردو بازار۔ جامع مسجد۔ دہلی۔